Lesson 22. Al-Baqarah (Ayaat 177 - 182): Day 79 سُوۡرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

اَب کچھ آگے کچھ احکامات ہیں۔ ابھی آپ نے درخت والی مثال دیکھی۔ قرآن میں چاروں چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ اُن میں سے اب ہم معاملات پر بات کرینگے۔ آج درخت کی شاخوں کی مثال کو سامنے رکھیں۔ ہم سب کو پکارا جائے گا۔ ایمان کلمہ پڑھنے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اب ہمیں ملازمت مل گئی ہے۔ اب ٹریک سیدھا ہو گیا اب کام شروع کر دیں۔ ایمان لانے سے ذمہ داری شروع ہوتی ہے۔ یہ آیت بِرّ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِصَاصُ فِى الۡقَتۡلٰى ؕ اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَالۡاُنۡثٰى بِالۡاُنۡثٰى ؕ فَمَنۡ عُفِىَ لَهٗ مِنۡ اَخِيۡهِ شَىۡءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَاَدَآءٌ اِلَيۡهِ بِاِحۡسَانٍ ؕ ذٰ لِكَ تَخۡفِيۡفٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٌ ؕ فَمَنِ اعۡتَدٰى بَعۡدَ ذٰ لِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۸﴾ مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے (اس طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت اور قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول) کو پسندیدہ طریق سے (قرار داد کی) پیروی (یعنی مطالبۂ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے آسانی اور مہربانی ہے جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لئے دکھ کا عذاب ہے۔

مسلمانوں کو اُمتِ وسط بنایا گیا۔ تا کہ افراط و تفریط سے بچیں۔ اسلام جس وقت نازل ہُوا عرب لوگ بہت لڑاکے تھے۔ ایک بندے کے بدلے پورے قبیلے کو مار دیتے تھے۔ قتل سے مراد جس کا قتل ہو

گیا۔ تم اس کا بدلہ لے سکتے ہو۔ آزاد کے بدلے اُسی آزاد کو مارنا ہے، اُس کے کسی نوکر یا کسی اور گھر والے کو نہیں۔ غلام کے بدلے وہی غلام۔ عورت کے بدلے وہی عورت۔ جو کرے گا وہی بھرے گا۔

یہی انصاف ہے۔ اب اسلامی حکومت میں یہ کام حکومت کرواتی ہے۔ یہاں اَخِيْهِ سے مراد مقتول کے ورثاء۔ یعنی اگر وہ معاف کر دیں۔ کوئی ایک بھی ورثاء میں سے معاف کر دے تو معافی ہے۔

عرب میں لوگ سو اونٹ دیت دے دیتے تھے۔ اسلام دیت کی اجازت دیتا ہے۔ دیت یعنی قاتل کی طرف سے مورثاء کو مناسب رقم دے دی جائے تا کہ بیوہ اور یتیم بچوں کو کچھ سہارا مل جائے۔

یہود میں قتل کے بدلے قتل یا دیت۔ عیسائیوں میں قتل یا معافی۔

اسلام میں تین باتوں کی اجازت ہے۔ قتل کے بدلے قتل، معافی یا دیت۔

اس کا فائدہ دیکھیں کہ سعودی عرب میں سال میں صرف دس قتل اور یورپی ملکوں کا حال دیکھ لیں۔

لوگوں کو صرف اللہ کا خوف روکتا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ نہ کیا اور "جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لئے دکھ کا عذاب ہے"۔ اسلام ظلم سے اور زیادتی سے روکتا ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٩﴾

اور اے اہل عقل (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل و خونریزی سے) بچو۔

یہ وہ جملہ ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ قصاص کو دنیا میں لاگو کر دو پھر دیکھو کیسے زندگی محفوظ ہوتی ہے۔ کیسے مغربی ملکوں میں قتلِ عام ہوتا ہے اور وہ آزاد پھرتے ہیں۔ سزا کا ڈر

انسانوں کو ظلم سے روکتا ہے۔ عادی مجرموں کو سزا ملنا ضروری ہے تاکہ باقی لوگ اس سے محفوظ رہ سکیں۔ اگر غلطی سے ہو گیا تو اس کے لئے اللہ نے دیت یا معافی بھی رکھی ہے۔ باہمی رضامندی سے معاملے کو دیکھ لیں۔ اسلام ہر طرح سے ہماری اصلاح کرتا ہے۔

اسلام نہ صرف ہماری زندگی کے معاملات میں ہماری اصلاح کرتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ موت قریب ہے تو کیا کریں۔ ایسا شخص جس کی موت کا وقت آ گیا ہو۔

اس پر یہ فرض ہے کہ وہ؛

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ؕ ﴿۱۸۰﴾ تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آ جائے تو اگر وہ کچھ مال چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق وصیت کر جائے (خدا سے) ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے۔

یہاں خیر سے مراد مال ہے۔ موت کے وقت وہ وصیت کر دے۔ والدین کے لئے اور باقی رشتے داروں کے لئے۔ یہ آیت آج منسوخ ہے۔ کیونکہ اسلام جب آیا تو ابھی قوانین نازل ہو رہے تھے۔ پانچویں پارے میں وصیت کے بارے میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

اسلام سے پہلے تو لوٹ مار ہی ہوتی تھی۔ بیوہ اور یتیم بچوں پر ظلم ہوتا تھا۔ اسلام نے تدریجاً یہ قوانین نازل کئے۔

فَمَنۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ؕ
﴿۱۸۱﴾ فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸۲﴾

جو شخص وصیت کو سننے کے بعد بدل ڈالے تو اس (کے بدلنے) کا گناہ انہیں لوگوں پر ہے جو اس کو بدلیں۔ اور بے شک خدا سنتا جانتا ہے ﴿۱۸۱﴾ اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی وارث کی) طرفداری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو تو اگر وہ (وصیت کو بدل کر) وارثوں میں صلح کرادے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم والا ہے ﴿۱۸۲﴾

اگر مرنے والا غلط وصیت کر دے یا کسی گناہ کی وصیت کر دے تو اس وصیت کو بدلنا پڑے گا۔ یا سارا مال کسی ایک کو دے دے یا کسی ایک وارث کو ساری جائیداد دینا چاہے تو ان کی اصلاح کر دو پھر کوئی گناہ نہیں ہے۔

اب اللہ نے ہر صاحبِ حق کو اس کے حقوق دلوا دیئے ہیں۔ اگر سب بچوں کو انصاف سے نہ دوں گی تو روزِ قیامت حساب ہو گا۔ زندگی میں تو سارا کچھ میرا ہے جہاں مرضی (حلال) خرچ کر سکتی ہوں۔

لیکن مرنے کے بعد کی تقسیم یوں ہے۔ اگر تو میں وصیت کر دوں تو تیسرے حصّے کی وصیت کر سکتی ہوں۔ اللہ کی راہ میں دے سکتی ہوں۔ یا کسی ایسے رشتے دار کو دے سکتی ہیں۔

جو مال میرے پیچھے رہ جائے گا، اس کی میں گناہ والی بات کی وصیت نہیں کر سکتی اور کسی وارث کے حق میں وصیت نہیں کر سکتی۔ وارث وہ جس کو ویسے بھی وصیت سے حصّہ ملنا ہی ہے۔

مرنے کے بعد میرا اپنا میرے مال میں صرف تیسرا حصّہ ہے۔ میں اس کو وصیت کر سکتی ہوں۔

دو حصّے میرے ورثاء کے ہیں۔ ان میں والدین، بیوی یا خاوند اور بچّے شامل ہیں۔ اگر اولاد نہ ہو تو پھر

آگے بہن بھائیوں تک جاتا ہے۔

میں اپنے تیسرے حصّے کی وصیت کسی دینی یا بھلائی کے کام کے لئے دے سکتی ہوں یا کسی رشتے دار کے لئے۔

اسلام کی خوبصورتی دیکھیں کہ ایمان۔ عقائد، عبادات اور معاملات کے لئے ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ آج انسانوں میں کس قسم کے لوگ ہیں۔ ابھی ہم نیکی کی اصل روح دیکھتے ہیں۔

آج ہمیں مسلمانوں میں بھی چار قسم کے لوگ نظر آتے ہیں۔

1. مجرم پیشہ لوگ۔ چور ڈاکو، قاتل قسم کے لوگ۔ ان میں بھی کچھ خیر ہوتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم چور ہیں لیکن اپنے محلّے میں چوری نہیں کرتے ہیں۔ طوائف بھی کچھ نہ کچھ نیکی کرتی ہیں۔ کبھی چندہ دے دیا کبھی کسی کی مدد کر دی۔ یہ بُرے کام کرتے ہیں لیکن ساتھ کچھ نہ کچھ نیک کام بھی کرتے رہتے ہیں۔
2. اب دوسرا طبقہ، شریف لوگ۔ دنیا میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جب نماز کا وقت آیا نماز پڑھ لی۔ کبھی فلم بھی دیکھ لی۔ فوتگی پر سپارہ پڑھ لیا۔ بڑی تسبیح بھی پکڑ لی۔ پھر موسیقی بھی سن لی۔ حج بھی کر لیا اور سودی کاروبار بھی جاری رکھا۔ مسجد میں چندے بھی دے دئے اور دوسروں کے حق بھی مار لئے۔ یہ کہتے ہیں کہ دین اور دنیا دونوں رکھنی پڑتی ہیں۔ ان کے

کھاتے دونوں جگہ کھلے ہوتے ہیں، نیکی کے کام بھی کرتے ہیں اور اپنی دنیاداری بھی جاری رکھتے ہیں۔

3. یہ وہ طبقہ ہے جو نیکی کی روح سے خالی ہیں۔ اپنے آپ کو دیندار سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں نیکیاں صرف عبادات کرنا ہے۔ وہ چند Rituals کر کے سمجھتے ہیں وہ دیندار ہیں۔ وہ خود کو بہت نیک سمجھتے ہیں اور دوسروں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔۔ اپنے آپ کو صحیح اور دوسروں کو غلط سمجھتے ہیں۔ چھوٹی باتوں پر اختلاف کرتے ہیں۔ رفع الیدین کریں یا نہیں؟ تراویح آٹھ ہیں یا بیس؟ یعنی مچھروں کو چھانتے ہیں اور اونٹوں کو گزر جانے دیتے ہیں۔

سب دیندار ایسے نہیں لیکن کچھ لوگ صرف ایسے بھی ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں اور بیوی پر ہاتھ بھی اُٹھاتے ہیں۔ نفل عبادات بھی کرتے ہیں اور گالی بھی دیتے ہیں۔ اخلاق ایسا کہ داڑھی کی لمبائی بھی ناپیں گے اور شلوار کہاں تک اونچی رکھیں کا بھی خیال رکھیں گے لیکن معاملات ایسے کہ دوسرں کو بات بات پر جہنمی کہیں گے۔

4. یہ معاشرے کی کریم ہوتے ہیں۔ سمجھدار اور ذہین لوگ۔Highly Intellectual ڈاکٹرز، پروفیسرز، سائنسدان۔ بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے پڑھے ہوئے لوگ۔ جن کے پاس دنیاوی علم تو بہت ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں جھوٹ نہ بولو۔ بہت ادب اور احترام کرنے والے۔ انتہا سے زیادہ اچھے اخلاق والے۔ لوگوں سے ہمدردی رکھنے والے، دوسروں کی مدد کرنے والے، وعدے کے پکّے۔ خیر خواہی کرنے والے۔ لیکن یہ نماز نہیں پڑھتے۔ پھر کہیں گے کہ اللہ نے ہماری نماز کیا کرنی ہے؟ پھر نماز، روزہ، حج میں سے کوئی عبادات نہیں کرتے۔

اب آپ بتائیں ان مین سے کون صحیح ہے؟ کیا یہ پورے درخت کی تصویر پیش کرتے ہیں؟

نہیں! تھوڑا تھوڑا تو سب ٹھیک ہیں لیکن مکمل ٹھیک کوئی بھی نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لئے؛

نورالقرآن ویب سائٹ سے 'نیکی کی حقیقت' لیکچرز سُن لیں۔

یہ تو وہی مثال ہے کہ نو اندھے ہاتھی دیکھنے گئے واپس آکر سب نے اپنی اپنی تفصیل بتائی۔ یہی حال ہم مسلمانوں کا ہے۔ ہم سب مکمل دین پر عمل نہیں کرتے۔

اُٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری.

جس کو جو سمجھ آیا یا جو پسند آیا بس اُسی کو دین سمجھ کر اس پر عمل کر رہا ہے۔ نقلی درخت ویسے کا ویسے ہی رہتا ہے۔ دین ظاہر والا، ہمیشہ وہی روٹین رہتی ہے۔

اصلی دین وہ کہ کبھی ایمان گھٹتا اور کبھی بڑھتا ہے۔ اصل مومن کا دین بڑھنا چاہئے۔ عمل میں فرق آنا چاہئے۔ اسلام میں دین میں ہلچل رہتی ہے۔ ظاہری دین پر لڑتے ہیں۔ نماز زیادہ اہم ہے، پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر جھگڑنا مناسب نہیں۔

جو نماز روزہ نہیں کرتے، انہوں نے اسلام کا تنا گرا دیا۔ ایک ہے نیک عمل اور ایک ہے اچھا عمل۔ ہر اچھا کام نیکی نہیں ہوتا۔ اچھا کام ہے دوسروں کی مدد کرنا لیکن انہیں ایمان لا کر پھر اچھا کام کرنے پر نیکی ملے گی۔ نماز روزہ کرینگے، اللہ کی مانیں گے تو پھر ہی نیکیاں شمار ہونگی۔

اللہ سے تعلق بنانا ضروری ہے۔ اللہ کو ماننا ضروری ہے۔ جو بندہ مسلمان ہی نہیں، دل میں اللہ کی محبت ہی نہیں ہے۔ تو اس کا اچھا عمل نیکی نہیں ہے۔ عبادات ہی نہیں ہیں۔ اپنے ربّ سے تعلق ہی نہیں جوڑا۔ جو بندہ اللہ کو مانتا ہی نہیں اس کا جنّت یا جہنم سے کیا تعلق؟

پہلی چیز خالق کو ماننا ہے۔ اللہ پر ایمان لانا۔ اس کی تفصیل ہمیں نبیوںؑ سے معلوم ہوئی۔ نبیوںؑ نے ہمیں عبادات اور نیک اعمال بتائے۔ صرف اسلام سکون دیتا ہے۔

قرآن اور اس پر عمل دل سے ہونا چاہیے۔ ہم پڑھتے تو ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔

علم وہی ہے جو نبیوںؑ نے ہمیں دیا۔ نبی پاکؐ نے مکمل شریعت پہنچا دی ہے۔ ہم صرف اُنہی کی پیروی کرینگے۔ جب کوئی ایمان لے کر آتا ہے اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح جو سچّے دل سے توبہ کرتا ہے تو اس کے بھی پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

بعض اوقات ہم ظاہر کی باتوں میں زیادہ مصروف ہو جاتے ہیں۔ ہم نے ساری زندگی اپنے آپ کو چیک کرتے رہنا ہے۔ عمل وہی نیک ہے جو ہم اللہ اور نبی پاکؐ کے حکم کے مطابق کرینگے۔

نبی پاکؐ کے آنے سے پہلے تک جن لوگوں نے اپنے اپنے زمانے کے نبیوںؑ کی تعلیمات کے مطابق زندگی بس کی وہ سب جنّت میں جائینگے۔ نبی پاکؐ کے آنے کے بعد صرف وہی لوگ جنّت میں جائیں گے جو اسلام قبول کرینگے۔ جو اللہ اور نبی پاک محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے۔ کیونکہ ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ جس تک نبی پاکؐ کا پیغام پہنچ گیا لیکن پر بھی وہ ایمان نہیں لایا تو اس کی بخشش نہیں ہو گی۔

ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ نے ہمیں مسلمان بنایا اور اپنی کتاب کا علم حاصل کرنے والا بنایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔